

پریس ریلیز شام پر امریکی پالیسی کے حوالے سے ٹیلرسن کی تقریر بظاہر میٹھی لیکن چالاک لو مڑی کی طرح دھوکے پر مبنی ہے

امریکی سیکریٹری خارجہ ریکس ٹیلرسن نے 17 جنوری 2018 کو کیلیفورنیا کی اسٹین فورڈ یونیورسٹی میں ایک تقریر کی جس میں شام کے حوالے سے امریکی پالیسی بیان کی گئی۔ ٹیلرسن کی تقریر میں شام کا ضمنی طور پر ذکر نہیں تھا بلکہ تقریر کا موضوع ہی شام تھا۔ ٹیلرسن نے شام کے واقعات بیان کیے جس میں اس نے حقائق کو توڑ مڑ کر پیش کیا اور جھوٹ کی آمیزش کی تا کہ یہ ظاہر ہو جیسے شام میں بننے والے خون کی ذمہ داری امریکہ پر عائد نہیں ہوتی اور یہ کہ وہ شام کے لوگوں کا دوست ہے۔ اس کے بعد اس نے شام کے حوالے سے امریکی پالیسی کے اہداف بیان کیے: 1- امریکہ کے مرکزی دشمن داعش سمیت القاعدہ سے لڑنا اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ان سے درپیش خطرات کی روک تھام۔ 2- امریکہ شام میں ایران کے اثر و رسوخ کو "کنزور" کرنے پر توجہ مرکوز کرے گا اور اسے اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ وہ اپنا اثر و رسوخ ایران سے بحیرہ روم تک بڑھالے۔ 3- ان وجوہات کی وجہ سے امریکہ اپنی افواج کا شمال مشرقی شام سے انخلاء نہیں کرے گا بلکہ کُرد علاقوں میں فوجی و سفارتی موجودگی میں اضافہ کرے گا تاکہ صورتحال کے استحکام کو یقینی بنایا جائے اور جب تک سلامتی کونسل کی قرارداد 2254 کی بنیاد پر سیاسی حل لاگو نہیں ہو جاتا۔ 4- امریکہ شام کے کسی بھی علاقے میں، جو الاسد حکومت کے کنٹرول میں ہے، تعمیر نو کی کسی بھی بین الاقوامی کوشش کی اجازت نہیں دے گا۔ 5- اقوام متحدہ کے زیر انتظام صاف و شفاف انتخابات کرائے گا جس میں بیرون ملک رہنے والے شامی اور وہ مہاجرین بھی حصہ لیں گے جنہیں اپنے علاقے چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا تھا، اور اس طرح اقتدار کی کرسی سے اسد اور اس کے خاندان کی رخصتی کا آغاز ہو جائے گا۔

یہ بات واضح ہے کہ فوجی و سفارتی موجودگی کو بڑھانے کے امریکی فیصلے کا مقصد ایک نئی حقیقت تخلیق کرنا ہے جو امریکہ کو اس قابل بنائے کہ وہ شام میں ہونے والے ایک ایک واقعہ کو کنٹرول کرنے کے قابل ہو چاہے اس کا تعلق عسکریت سے ہو یا دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بہانہ بنا کر شام میں قیام کو طول دینا ہو۔ ٹیلرسن، جو کہ ایک جھوٹا آدمی ہے، نے یہ دعویٰ کیا کہ شام میں عراق کی غلطیاں نہیں دہرائیں گے جب امریکہ نے اپنی فوجیں 2011 میں واپس بلا لیں تھیں؛ اس انخلاء نے داعش کے ظہور کے لیے راہ ہموار کی تھی جس کی وجہ سے بعد میں (اس کے دعویٰ کے مطابق) کئی سانحات پیش آئے۔ یقیناً ٹیلرسن نے اس بات کی وضاحت پیش نہیں کی کہ کس طرح عراقی آرمی کی قیادت نے تمام فوجی و مالیاتی وسائل کے ساتھ 2014 کے موسم گرما میں شمالی عراق داعش کے حوالے کر دیا تھا۔

ٹیلرسن کا بیان اور یہ فیصلہ کہ 30 ہزار مضبوط کرد سرحدی فورس بنائی جائے گی، اس بات کا مظہر ہے کہ امریکہ کے کئی سازشی اہداف ہیں اور وہ ایک کے بعد ایک بحران پیدا کرتا ہے تاکہ اپنے اہداف اور مفادات کے حصول کے لیے خطے کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکے۔ افغانستان میں امریکی افواج کی مسلسل موجودگی، جس پر اس نے 2001 میں قبضہ کیا تھا، اس بات کی بہترین مثال ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔ ماضی میں القاعدہ اور آج داعش کے خلاف دہشت گردی کی جنگ ایک جھوٹ ہے اور امریکی اغراض و مقاصد کو چھپانے کے لیے ہے۔ ٹیلرسن نے اپنی تقریر میں کہا کہ، "امریکہ شام میں فوجی موجودگی کو برقرار رکھے گا جس کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ داعش دوبارہ واپس نہ آسکے"۔ اس نے مزید کہا، "شام میں ہمارے فوجی مشن کی موجودگی کا دار و مدار حالات پر ہے"، یعنی اس فوج کے انخلاء کی کوئی حتمی تاریخ نہیں ہے یا یہ کہ کوئی مخصوص پیمانہ نہیں ہے کہ جس کے تحت مشن کی کامیابی کا جائزہ لیا جاسکے۔ جب سینیٹر نام اوڈل نے دفتر خارجہ کے الیکٹرانک ڈیویژن سے پوچھا، "کیسے یہ سب کچھ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں تبدیل نہیں ہوگا؟" تو اسٹار فیلڈ نے اس سوال کا واضح جواب نہیں دیا۔

یقیناً گوٹ ٹیلرسن امریکی زہر کو شہد کی طرح میٹھی میٹھی باتیں کر کے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے اپنی تقریر کو خوبصورت بنانے کی کوشش کی اور مگر مجھ کے آنسو بہائے جب اس نے شہریوں کے حوالے سے امریکہ کی پریشانی کا ذکر کیا جبکہ وہ امریکی ایجنٹ دمشق کے قصائی بشار کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ ٹیلرسن نے یہ دعویٰ کیا کہ امریکہ کبھی اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ شام میں کیسی بھی ہتھیار استعمال کیے جائیں اور جو ایسا کریں گے امریکہ ان کا احتساب کرے گا۔۔۔ ٹیلرسن نے بیرل بموں اور میزائل حملوں میں مرنے اور زخمی ہونے والوں اور اسپتالوں، مساجد اور گھروں کی تباہی کا ذکر نہیں کیا، لگتا ہے کہ ٹیلرسن کی لغت میں اس قسم کی قتل و غارت "رحم دلانہ" ہے اور اسی لیے ان پر اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ امریکہ مجرم ہے اور دمشق کے قصائی کا اقتدار، اصل مجرم امریکہ کے کئی جرائم میں سے صرف ایک حصہ ہے، یہ بات باعث شرم ہے کہ نام نہاد فری آرمی کے کچھ انقلابی رہنما ٹرمپ کی جنت کے وعدے کے سیراب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ اگرچہ ٹرمپ نے ان سے واشنگٹن میں ملاقات سے انکار کر دیا ہے اور انہیں صرف اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنا اجلاس واشنگٹن میں کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مذاکرات کرنے والے ایک دار الحکومت سے دوسرے دار الحکومت کے چکر لگا رہے ہیں اور شام

کے مسئلے سے جڑے ممالک کو یہ یقین دلانا ہے کہ وہ ان ممالک کے مفادات کا تحفظ بشار سے زیادہ بہتر طریقے سے کریں گے۔ اور اسی دوران حزب اختلاف کے گروہ افروز میں اردوان کے اہداف کے لیے لڑ رہے ہیں جبکہ ان کی مکمل توجہ دمشق کے قصائی سے لڑنے پر ہونی چاہیے۔

ہر ایک کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ بشار اور اس کے غنڈوں کے جبر سے جان چھڑوانے کا سب سے مختصر راستہ یہ ہے کہ سب مل کر کہیں اور نہیں بلکہ صرف دمشق میں ایک فیصلہ کن وار کریں جو اس کی حکومت کو تباہ کر دے۔ اس کام کو کرنے کے لیے ایک ایسی قیادت چاہیے جو صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کام کرتی ہو اور سازشیوں کی حمایت کو مسترد کرتی ہو جنہوں نے شام کے انقلاب کے خلاف سازشیں کیں۔ ورنہ شام کے لوگوں کی مشکلات اور مصائب کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا۔



ڈاکٹر عثمان بچاش
ڈائریکٹر مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر